رسائل و مسائل

جُرابوں پر مسح

سوال : رسائل و مسائل حصہ دوم میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ ہر طرح کی جرابوں پر مسح کیا جا سکتا ہے خواہ وہ اُونی ہوں یا سوتی ۔ ماہنامہ زندگی، رامپور جنوری ۱۹۶۷ء کے شمارے میں اس سے اختلاف کرتے ہوئے یہ جواب دیا گیا ہے کہ پتلے موزوں پر خواہ سوتی ہوں یا اُونی مسح کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ قرآن اور اعلیٰ درجے کی صحیح حدیث کے خلاف ضعیف حدیث سے رخصت ثابت نہیں ہوتی ۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ کی متفق علیہ حدیث میں صرف چمڑے کے موزے پر مسح مذکور ہے، ان کی دوسری حدیث میں جَورَبَین کا لفظ زاید ہے اور اسے ائمہ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے ۔

بعض حوالے دے کر یہ استدلال بھی کیا گیا ہے کہ جَورَب خُف ہی کی ایک قسم ہے اور خُف چمڑے کا ہوتا ہے اور جوراب بھی چمڑے کا ہوتا ہے، اس لیے یا تو چمڑے کے موزے پر مسح جائز ہو سکتا ہے یا پھر جراب پر مسح کا جواز صرف اس صورت میں پیدا ہوگا جب اس پر کوئی ایسی قید لگا دی جائے جو اس کو خُف کا قائم مقام بنا دے ۔ اس کے بغیر جراب پر مسح ناجائز ہوگا ۔

"زندگی" کے شمارہ مذکورہ میں جو بحث درج ہے اور جو سوالات و اعتراضات اٹھائے گئے ہیں، ان پر تشفی اور اطمینان حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ترجمان میں اس مسئلے پر دوبارہ اظہار خیال کیا جائے اور مطلق مسح علی الجوربین کے حق میں کوئی قول سلف موجود ہو تو اسے بھی نقل کر دیا جائے ۔

جواب (از ملک غلام علی صاحب) اس مسئلے پر اہلِ سنت کا تقریباً اتفاق ہے کہ چمڑے کے موزے (خُفّہ) پر مسح جائز ہے۔ جہاں تک جراب یا غیر چرمی موزوں کا تعلق ہے، ان پر مسح کے لیے بالعموم فقہاء نے بعض شرطیں عائد کی ہیں، مثلاً یہ کہ وہ موٹے ہوں، گف اور گاڑھے ہوں، واٹر پروف ہوں اور ان پر جوتے کے بقدر چمڑا چڑھا ہوا ہو۔ لیکن سلف میں بعض حضرات ایسے بھی ہیں جن کے نزدیک مطلقاً ہر اُس غلاف پر مسح جائز ہے جو پاؤں پر ہو۔ امام ابن تیمیہ، ابن قیمؒ اور امام ابن حزمؒ کا یہی مسلک ہے۔ امام ابن تیمیہؒ کے فتاویٰ جلد دوم میں ان کا ایک فتویٰ موجود ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ صحیح تر قول کے مطابق جرابوں پر مسح جائز ہے، خواہ ان پر چمڑا ہو یا نہ ہو، خواہ وہ اُونی ہوں یا سُوتی۔ کتبِ سُنَن کی جن احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جُرابوں پر مسح فرمانا مذکور ہے، ان کے متعلق ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ "ان کا مضمون خواہ محدثین کے معیار کے مطابق ثابت نہ ہو، تب بھی قیاس کا تقاضا یہی ہے۔ مسح کی حاجت دونوں میں یکساں ہے اور جب مسح کی حکمت و ضرورت دونوں صورتوں میں مُساوی ہے تو ان کے مابین امتیاز قائم کرنا دو متماثل چیزوں کے درمیان تفریق پیدا کرنے کے مترادف ہے جو خلافِ عدل ہے۔" اسی طرح وہ اس فرق کو بھی غیر اہم قرار دیتے ہیں کہ چمڑا زیادہ پائدار ہوتا ہے یا اس میں پانی سرایت نہیں کرتا۔ اس کے برعکس ان کے نزدیک جُراب میں پانی کا جذب ہونا اور اندر تک نفوذ کرنا طہارت کے پیشِ نظر اولیٰ اور زیادہ لائقِ اعتبار ہے۔ اسی طرح جرابوں کا پتلا یا ڈھیلا ہونا یا بندش کا محتاج ہونا بھی ان کے نزدیک باعثِ مضائقہ نہیں۔

حافظ ابن قیم نے تہذیبِ سُنَنِ ابی داؤد میں احادیثِ مسح پر بحث کرتے ہوئے یہی موقف اختیار کیا ہے۔ انہوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ان احادیث کی سند قوی نہیں ہے لیکن اس کے مختلف جواب دیئے ہیں۔ مثلاً یہ کہ جرابوں پر مسح کے جواز کا انحصار فقط مرفوع احادیث پر نہیں ہے بلکہ تیرہ صحابۂ کرام کا عمل بھی اس کی تائید میں موجود ہے، چنانچہ امام احمد بن حنبل کے عدل و انصاف کا ثبوت یہ ہے کہ ان احادیث کو معلول قرار دینے کے باوجود انہوں نے صراحت کے ساتھ جرابوں پر مسح کو جائز ٹھیرایا ہے۔ ان کے قول کی بنیاد عملِ صحابہ اور صریح قیاس پر ہے۔ جوربَین اور خُفَّین کے مابین کوئی مؤثر فرق نہیں ہے جس پر حکم شرعی کا دار و مدار ہو۔ ابن قیمؒ کی بحث طویل ہے جس میں انہوں نے جرابوں پر عائد کردہ شروط پر تنقید کی ہے اور مسح علی الجوربَین والی

احادیث پر روایت یا درایت کے لحاظ سے وارد کردہ اعتراضات کو رد کیا ہے۔ اس سلسلے میں یہ دلچسپ تعریض بھی انہوں نے کی ہے کہ احادیث میں "خفین" کے ساتھ "جوربین" کے اضافے کو بعض اصحاب غیر مقبول قرار دیتے ہیں، حالانکہ اُن کا اپنا حال یہ ہے کہ جو اضافہ ان کے فقہی مسلک کو تقویت پہنچائے، اسے بلا تامل قبول کر لیتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں الانصاف ان تکتال لمنازعك بالصاع الذی تکتال به لنفسك، (انصاف کی بات یہ ہے کہ آپ مخالف کے لیے بھی اسی پیمانے سے ناپیں جس سے اپنے لیے ناپتے ہیں۔ لینے اور دینے کے پیمانے جُدا جُدا نہ رکھیں)۔

ابن حزم نے بھی مُحلّٰی میں مفصل بحث کر کے اور ساری احادیث کو نقل کر کے اسی مسلک کو صحیح قرار دیا ہے کہ پاؤں پر جو شے بھی پہن یا لپیٹ لی جائے گی، اس پر مسح جائز ہوگا۔ خواہ وہ چمڑا ہو یا اُونی یا سُوتی یا دوسری قسم کا کپڑا ہو۔ ان اقوال و آرا کی موجودگی میں اگر کوئی شخص فقہاء کی بیان کردہ قیود سے اختلاف کرے اور موزوں یا جرابوں پر علی الاطلاق مسح کو جائز سمجھے تو اس کی بات کو آسانی کے ساتھ رد نہیں کیا جا سکتا۔

اس کے بعد اب میں چند گزارشات مزید پیش کرتا ہوں۔ پہلی بات یہ ہے کہ حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کی حدیث مسح علی الجوربین کو جسے امام ترمذی نے حَسَنٌ صَحِیحٌ قرار دیا ہے، محض اس بنا پر معلّل نہیں کہا جا سکتا کہ یہ اس دوسری صحیح حدیث سے معارض ہے جس میں انہوں نے "خُفَّین" کا ذکر کیا ہے۔ یہ تعارض و اضطراب تو اس صورت میں قابلِ تسلیم ہوتا جبکہ مسح کا واقعہ محض ایک آدھ مرتبہ پیش آنے والا ہوتا۔ ظاہر ہے کہ طہارت اور وضو تو روزمرہ کا کثیر العمل فعل ہے۔ اس لیے خُفَّین اور جَوربَین دونوں پر مسح کی ضرورت متعدد مرتبہ پیش آسکتی ہے۔

پھر حضرت مغیرہؓ ایک مدت دراز تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہیں۔ اس لیے یہ کیوں نہ سمجھا جائے کہ ان کی مختلف روایات مختلف مواقع کا عمل بیان کرتی ہیں۔ جُرابوں پر مسح سے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض دوسری قولی و فعلی احادیث بھی مروی ہیں جو مطلقاً جواز پر دلالت کرتی ہیں، اس لیے جراب کو خواہ مخواہ خُف سے ملحق کر کے اس کے تابع کرنا اور استنباطِ احکام کے لیے جراب میں چمڑے کی صفات و خصائص تجویز کرنا کوئی ضروری اور لازمی امر نہیں ہے۔

وضاحتِ مدعا کے لیے یہاں میں ایک مثال دیتا ہوں۔ چاندی اور سونے کا نصاب الگ الگ حدیثوں

میں بیان ہوا ہے۔ مگر چاندی کے نصاب سے متعلق احادیث صحیح ترین سند سے مروی ہیں اور سونے کے نصاب والی حدیث کی سند نہایت ضعیف ہے۔ صحاح میں سے صرف سُنن ابی داؤد میں بیس دینار سونے کا نصاب مذکور ہے لیکن اس روایت کے راوی مجروح ہیں۔ اس کے باوجود امت کی اکثریت دونوں پر الگ الگ عمل کرتی ہے۔ حالانکہ نصاب سے کم تر مقدار کا اِسْتِثْنا بھی ایک رخصت ہی ہے جس طرح مسح ایک رخصت ہے اور مسئلہ نصاب کا تعلق زکوٰۃ جیسی اہم عبادت کی ادائیگی سے ہے۔ اگر سونے کے نصاب پر مشتمل روایت کو معمول بہ نہ بنایا جائے تو زکوٰۃ دیئے بغیر قرآنی وعید کے مطابق سونے کا ایک تار رکھنا بھی جہنم کا مستحق بنا دے اور اگر سونے کو چاندی پر قیاس کیا جائے (جس طرح جراب کو چرمی موزے پر قیاس کیا جاتا ہے) تو ایک تولہ سونے پر بھی زکوٰۃ واجب ہو گی۔ اگر جراب اور خف دونوں پر مسح کی رخصتوں کو الگ الگ اور مستقل مان لیا جائے تو پھر ان کا موٹا یا پتلا ہونا احکام پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ کسی شے کا دبیز یا رقیق ہونا اضافی اوصاف ہیں جن کا نوع یا جنس سے کوئی تعلق نہیں جس طرح چمڑا بہرحال چمڑا ہے، اسی طرح اُون بہرحال اُون ہے، خواہ موٹی ہو یا پتلی۔ آخر آج کل کے جس طرح کے باریک اور ملائم چمڑے کے پاتابے بعض حضرات پہن کر مسح کرتے ہیں۔ اگر ان پر مسح جائز ہے تو اُون یا سوت یا نائیلون کی جرابوں پر مسح کیوں ناجائز ہے؟

یہ بات بھی صحیح نہیں ہے کہ خُف اور جراب دونوں چمڑے کی ہوتی ہیں۔ عرفِ عام کے مطابق خُف کا اطلاق چمڑے کے موزے پر ہوتا ہے اور لفظ جورب کا استعمال دوسری جرابوں کے لیے ہوتا ہے۔ لیکن لسان العرب، قاموس، تاج العروس۔ سب میں خُف اور جَورَب کے معنی لفافۃُ الرِّجل بیان کیے گئے ہیں۔ یعنی وہ شے جس میں پاؤں ملفوف ہو۔ چمڑے کا ہونا یا نہ ہونا دونوں کے حقیقی لغوی مفہوم میں قطعاً شامل نہیں ہے۔ جَورَب کا چمڑے سے ہونا تو درکنار خُف کا چرمی ہونا بھی اہلِ لغت کے ہاں کوئی مسلّم امر نہیں۔ تاج العروس اور لسان العرب میں یہ بھی لکھا ہے کہ جَورَب فارسی لفظ گورب کا معرّب ہے اور گورب کے معنی فارسی لغات میں پشم یا نمدے کی جراب کے لکھے ہیں۔ عربی میں جس طرح خُف پر جورب کا اطلاق ہو سکتا ہے، اسی طرح بالعکس جورب پر بھی خف کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ امام دولابی نے اسماء والکُنٰی میں حضرت انسؓ کے متعلق ایک روایت بیان کی ہے جسے ابن حزم نے بھی نقل کیا ہے کہ انہوں نے اُونی جرابوں پر مسح کیا اور فرمایا: انہما خفان ولکنہما من صوف (یہ بھی خف ہیں لیکن اون کے بنے ہوئے ہیں)۔ اس سے معلوم ہوا کہ اُونی جراب کو حضرت انسؓ نے خُف ہی کی ایک قسم شمار کیا ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ یہ خف تو نہیں، البتہ ثخین یا صفیق ہونے کی بنا پر یہ خُف کے مانند ہیں اور اس صفت سے متصف ہونے کے باعث ان پر مسح جائز ہے۔